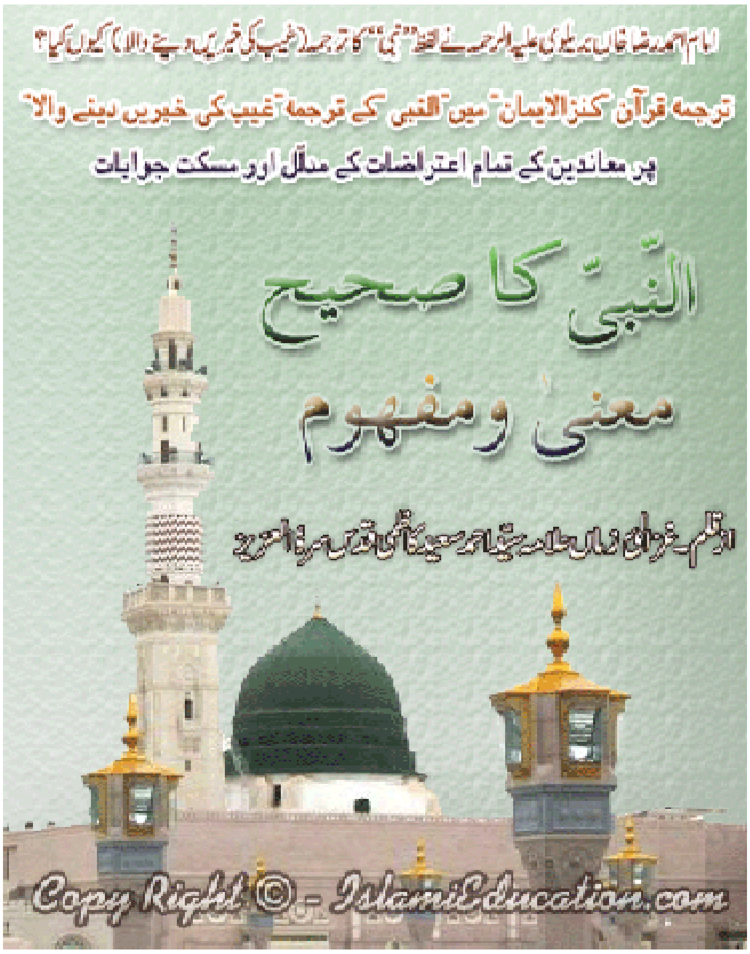

امام احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ

نے لفظ ''نبی'' کا ترجمہ (غیب کی خبریں دینے والا) کیوں کیا؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تِلْكَ مِنْ اَنْبَاۗءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهَآ اِلَيْكَ (القرآن)

النّبیّ کا صحیح معنٰی ومفہوم

ترجمہ قرآن ''کنزالایمان'' میں ''النبی'' کے ترجمہ ''غیب کی خبریں دینے والا'' پر معاندین کے تمام اعتراضات کے مدلّل اور مسکت جوابات

ازقلم۔غزالی زماں علامہ سیّد احمد سعید کاظمی قدس سرہٗ العزیز

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم وعلیٰ اٰلہٖ واصحابہٖ اجمعین o

ابھی چند روز پہلے اسی رمضان شریف (۱۴۰۶ھ/۱۹۸۶ء) میں فیصل آباد سے ایک پمفلٹ کی فوٹو کاپی بذریعہ ڈاک موصول ہوئی، اس پمفلٹ کا لکھنے والا کوئی شدید معاند معلوم ہوتا ہے، جسے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے انتہائی بُغض ہے، وہ اعلیٰ حضرت کے معتقدین کو ملتِ بریلویہ سے تعبیر کرتا ہے۔

معاند مذکور نے مسئلہ علم غیب کے ضمن میں لکھا ہے:

(۱) اصطلاحی نبی کے معنی غیب کی خبر دینے والے کے نہیں۔

(۲) اصطلاحی نبی نبأٌ سے ماخوذ نہیں، بلکہ اصطلاحی نبی نَبْوَۃٌ یا نباوۃ سے ماخوذ ہے، اُس نے اپنی تائید میں ائمۂ لغت کی جو عبارات نقل کیں، سب میں قطع و برید اور انتہائی خیانت سے کام لیا اور بعض مقامات پر اپنی جہالت کا بھی مظاہرہ کیا جس کی تفصیل قارئین کے سامنے آرہی ہے۔

پمفلٹ مذکور میں بروایت حاکم ایک اعرابی کا یہ واقعہ بھی نقل ہے کہ اُس نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہمزہ کے ساتھ نبیءَ اللہ کہا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس پر انکار فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا! میں ہمزہ کے ساتھ نبیءَ اللہ نہیں، بلکہ بغیر ہمزہ کے نبیُّ اللہ ہوں۔

معاند نے اس کے معنی بیان کرنے میں انتہائی خیانت سے کام لیا اور اس بارے میں محدّثین اور اہل لغت کے اقوال اور بالخصوص یہ قول کہ اعرابی کی یہ روایت صحیح نہیں، بلکہ ضعیف اور منقطع ہے، از روئے خیانت نقل نہیں کیا اور حاکم کے متساہل ہونے کو بھی نظر انداز کردیا، ان شاء اللہ ہم ان سب حقائق کو دلائل کے ساتھ بیان کریں گے۔

اس معاند نے اپنی جہالت کا ثبوت دیتے ہوئے ہمزہ کے ساتھ لفظ نبیٔ کو لغت ردی بمعنی غیر فصیح قرار دیا۔

پھر مزید جہالت کا مظاہرہ کرتے ہوئے بغیر ہمزہ لفظ نبیّ کو نبیٔ بالہمزہ سے بلاغت کے اعتبار سے زیادہ بلیغ کہا، صرف یہی نہیں، بلکہ بعض ائمّہ کے کلام میں لفظ ''اجـــود'' نقصان جودت کے معنی میں سمجھا اور ہمزہ کے ساتھ لفظ نبیٔ کی فصاحت کے خلاف بطور استدلال کہا کہ قرآن مجید میں نبیّ بلا ہمزہ آیا ہے اور یہ نہ دیکھا کہ ہمزہ کے ساتھ نبیٔ پورے قرآن میں حضرت امام نافع کی قرأۃ ہے اور یہ قرأۃ اُن سات قرأتوں میں سے ہے جو سب متواتر ہیں اور اُن کے متواتر ہونے میں کسی کا اختلاف نہیں، جس کی تفصیل آرہی ہے۔

علاوہ ازیں اس معاند نے امام راغب اصفہانی اور صاحب روح المعانی پر بہتان باندھا کہ اعرابی کا منشاء حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر کہانت کا الزام لگانا تھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تنکیر فرما کر غیب دانی اور کہانت کے الزام سے اپنی بریت کا اعلان فرمادیا، اس عبارت میں انکار کی بجائے تنکیر کا لفظ معاند کی جہالت ہے اور اس مضمون کا امام راغب اور صاحب روح

المعانی کی طرف منسوب کرنا، ان دونوں بزرگوں پر بہتان تراشی ہے، نہ امام راغب نے اعرابی کی روایت مذکورہ کا یہ مفہوم بیان کیا اور نہ صاحبِ روح المعانی نے وَاذْكُرْ فِی الْكِتٰبِ مُوْسٰىٓ کے تحت اس کہانت اور غیب دانی کا کوئی ذکر کیا۔

عباراتِ علماء میں اس معاند کی قطع و بُرید اور خیانت کے ساتھ اس کی جہالت کی تفصیل میں جانے سے پہلے نبی اور رسول کی تعریف علمائے متکلمین کی زبان سے سُن لیجئے، اُس کے بعد لفظ ''غیب'' اور لفظ ''نبی'' پر مفسرین و محدّثین اور ائمّہ لُغت کی عبارات ملاحظہ فرمائیے، معاند کی خیانت آپ کے سامنے بے نقاب ہو کر آ جائے گی۔

(۱) نبی اور رسول کی تعریف کرتے ہوئے شرح عقائد نسفی میں علامہ تفتازانی نے فرمایا:

''هُوَ اِنْسَانٌ بَعَثَهُ اللّٰهُ اِلَى الْخَلْقِ لِتَبْلِيْغِ الْاَحْكَمِ''۔

(نبی اور رسول وہ انسان ہے جسے اللہ تعالیٰ نے تبلیغ احکام کے لئے مخلوق کی طرف مبعوث فرمایا)۔

احکام عملی ہوں جیسے عبادات و معاملات وغیرہ، یا اعتقادی، مثلاً مرنے کے بعد اُٹھنا، فرشتوں، جنت، دوزخ پر یقین رکھنا اور وہ تمام امور جو لوگوں سے غائب ہیں، وہ سب غیب ہیں، جن کی تبلیغ کے لئے نبی مبعوث ہوتا ہے اور ان سب امورِ غیبیہ کی انہیں خبر دیتا ہے، اس تعریف سے ظاہر ہو گیا کہ غیب کی خبر دینے والے کو نبی اور رسول کہتے ہیں، اب لفظِ غیب پر مفسرین کی عبارات ملاحظہ فرمائیے:

(۲) امام نسفی نے ''بالغیب'' کے تحت فرمایا:

''مَاغَابَ عَنْهُمْ مِمَّااَنْبَأَ هُمْ بِهِ لنَّبِیُّ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ مِنْ اَمْرِ الْبَعْثِ وَالنُّشُوْرِ وَالْحِسَابِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ''(مدارك، جلد ۱، صفحه ۲۱)

(یعنی غیب سے مراد ہر وہ چیز ہے جو لوگوں سے غائب ہو، جس کی خبر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُن کو دی، مرنے کے بعد اُٹھنا، حشر و نشر، حساب اور اس کے علاوہ)۔

(۳) امام قرطبی نے اَلَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ میں لفظ غیب کی تفسیر میں متعدد اقوال نقل کرتے ہوئے فرمایا:

''وَقَالَ اٰخَرُوْنَ الْقُرْاٰنُ وَ مَا فِيْهِ مِنَ الْغُيُوْبِ وَ قَالَ اٰخَرُوْنَ اَلْغَيْبُ كُلُّ مَا اَخْبَرَ بِهِ الرَّسُوْلُ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ مِمَّالَا تَهْتَدِیْ اِلَيْهِ الْعُقُوْلُ مِنْ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَالْحَشْرِ وَالنَّشْرِ وَالصِّرَاطِ وَالْمِيْزَانِ وَالْجَنَّةِ وَالنَّارِ''۔

(ایک قول یہ ہے کہ یہاں الغیب سے مراد قرآن اور اُس کے غیوب ہیں، دوسرے علماء نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دی ہوئی غیب کی وہ سب خبریں مراد ہیں جو انسانی عقول سے بالاتر ہیں جیسے علاماتِ قیامت، عذاب قبر، حشر

ونشر، پُل صراط، میزان، جنت اور دوزخ)۔

تمام اقوال کے بعد ابن عطیّہ کا محاکمہ نقل فرماتے ہوئے ارقام فرماتے ہیں:

”وَ هٰذِهِ الْاَقْوَالُ لَا تَتَعَارَضُ، بَلْ يَقَعُ الْغَيْبُ عَلٰى جَمِيْعِهَا“۔(قرطبی، جلد ۱، صفحہ ۱۶۳)

(یعنی ان تمام اقوال میں کوئی تعارض نہیں، بلکہ ان سب چیزوں کو غیب کہا جاتا ہے۔ انتہیٰ)

(۵) بیضاوی میں يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ کے تحت ہے:

”وَالْمُرَادُ بِهِ الْخَفِيُّ الَّذِىْ لَا يُدْرِكُهُ الْحِسُّ وَلَا يَقْتَضِيْهِ بَدَاهَةُ الْعَقْلِ“۔(بیضاوی، صفحہ ۱۸)

(یعنی غیب سے مراد ہر وہ پوشیدہ چیز ہے جو ادراک، حواس اور عقل سے بالاتر ہو۔ انتہیٰ)

اس کے بعد لفظِ غیب پر ہم ائمۂ لغت کی عبارات نقل کرتے ہیں:

(۶) لغت قرآن کے عظیم وجلیل امام شیخ ابوالقاسم الحسین الراغب الاصفہانی ”الغیب“ کے تحت فرماتے ہیں:

”وَالْغَيْبُ فِىْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ مَا لَا يَقَعُ تَحْتَ الْحَوَاسِّ وَلَا تَقْتَضِيْهِ بَدَاهَةُ الْعُقُوْلِ، وَ اِنَّمَا يُعْلَمُ بِخَبَرِ الْاَنْبِيَآءِ“۔انتہیٰ(مفردات امام راغب، صفحہ ۳۷۳)

يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ میں الغیب سے مراد وہ چیزیں ہیں جو حواس اور عقول سے بالاتر ہوں، انبیاء کی خبر کے بغیر اُن کا علم حاصل نہ ہو سکے۔

(۷) لغت عرب کے امام الائمۃ ابوالفضل جمال الدین محمد بن مکرّم بن منظور الافریقی المصری اپنی شہرۂ آفاق تصنیف ”لسان العرب“ میں اور شارح قاموس امام لغت، الامام محبّ الدین ابوالفیض سید محمد مرتضیٰ الحسینی الواسطی الزبیدی الحنفی اپنی عظیم وجلیل تصنیف ”تاج العروس“ میں فرماتے ہیں:

”قَالَ اَبُوْاِسْحَاقَ الزَّجَّاجُ فِىْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ اَىْ بِمَا غَابَ عَنْهُمْ، فَاَخْبَرَهُمْ بِهِ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اَمْرِ الْبَعْثِ وَالْجَنَّةِ وَالنَّارِ وَ كُلِّ مَا غَابَ عَنْهُمْ، مِمَّا اَنْبَأَهُمْ بِهٖ فَهُوَ غَيْبٌ“۔

(لسان العرب، جلد ۱، صفحہ ۶۵۴۔ تاج العروس، جلد ۱، صفحہ ۴۱۶)

(يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ کی تفسیر میں ابواسحاق زجاج نے کہا، وہ ہر اس غیب پر ایمان لاتے ہیں جس کی خبر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں دی، مرنے کے بعد اُٹھنے، جنت اور دوزخ کی اور ہر وہ چیز جو اُن سے غائب ہے، حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جس کی انہیں خبر دی، وہ غیب ہے)۔

ائمۂ تفسیر وائمۂ لُغت کی ان تمام عبارات سے ثابت ہو گیا کہ غیب کی خبر دینے والے کو نبی ورسول کہتے ہیں۔

اَب ہم لفظ النّبیّ پر علماءِ مفسرین اور علمائے لغت کی عبارات پیش کرتے ہیں، ملاحظہ فرمائیے:

(۸) الامام محی السنّہ علاء الدین علی بن محمد المعروف بالخازن وَیَقْتُلُوْنَ النَّبِیّٖنَ کے تحت فرماتے ہیں:

اَلنَّبِیُّ مَعْنَاہُ اَلْمُخْبِرُ مِنْ اَنْبَأَ یُنْبِئ، وَقِیْلَ ھُوَ بِمَعْنَی الرَّفِیْعِ مَا خُوْذٌ مِنَ النَّبْوَۃِ وَھُوَ الْمَکَانُ الْمُرْتَفِعُ

انتھیٰ (خازن، جلد ۱، صفحہ ۵۴)

یعنی "النّبیّ" کے معنی ہیں (خبر دینے والا) یہ اَنْبَأَ ،یُنْبِئُ سے ماخوذ ہے اور کہا گیا کہ وہ الرّفیع (بلند رتبہ) کے معنٰی میں ہے، النَّبْوَۃُ سے ماخوذ ہے جس کے معنی بلند جگہ کے ہیں۔ انتھٰی۔

(۹) علامہ نسفی نے وَیَقْتُلُوْنَ النَّبِیّٖنَ کے تحت فرمایا: بِالْھَمْزَۃِ نَافِعٌ وَ کَذَابَا بَہٗ۔ انتھٰی۔ (مدارك، ج ۱، ص ٥٤)

یعنی النَّبِیْئِیْنَ ہمزہ کے ساتھ ہے اور یہ نافع کی قرأۃ ہے۔

نافع نے لفظ النّبیٔ کو پورے قرآن کریم میں ہمزہ کے ساتھ پڑھا، خواہ مفرد ہو یا جمع۔

(۱۰) شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی آیت کے تحت فرمایا:

قَرَأَنَا فِعٌ بِھَمْزَۃِ "النَّبِیْئِیْنَ" "وَالنَّبِیْءُ" "وَالْاَنْبِآءَ" "وَالنُّبُوْءَۃ" وَتَرَكَ الْقَالُوْنُ الْھَمْزَۃَ فِی الْاَحْزَابِ "لِلنَّبِیِّ اِنْ اَرَادَ" "وَبُیُوْتَ النَّبِیِّ اِلَّا" (الآیۃ) فِی الْوَصْلِ خَاصَّۃً بِنَاءً عَلٰی اَصْلِہٖ فِی الْھَمْزَتَیْنِ الْمَکْسُوْرَتَیْنِ وَاِذَا کَانَ مَھْمُوْزًا فَمَعْنَاہُ الْمُخْبِرُ مِنْ اَنْبَأَ یُنْبِئُ وَنَبَّأَ یُنَبِّئُ وَالْبَاقُوْنَ بِتَرْكِ الْھَمْزَۃِ فَحِیْنَئِذٍ تَرْكِ الْھَمْزَۃِ اِمَّا اَنْ یَّکُوْنَ لِلتَّخْفِیْفِ لِکَثْرَۃِ الْاِسْتِعْمَالِ اَوْیَکُوْنَ مَعْنَاہُ الرَّفِیْعُ مِنَ النَّبْوَۃِ وَھِیَ الْمَکَانُ الْمُرْتَفِعُ ۔انتھٰی (تفسیر مظھری، جلد ۱، ص ۷٦)

امام نافع نے "اَلنَّبِیْئِیْنَ" "اَلنَّبِیْءُ" "اَلْاَنْبِآءَ" اور "اَلنُّبُوْءَۃ" کو ہمزہ کے ساتھ پڑھا، اُن کے شاگرد قالون نے سورۂ احزاب کی دو آیتوں "لِلنَّبِیِّ اِنْ اَرَادَ" اور "بُیُوْتَ النَّبِیِّ اِلَّا" میں خاص حالتِ وصل میں ہمزہ ترک کردیا، اپنے اس قاعدہ کے مطابق کہ جب دو ہمزہ مکسور جمع ہو جائیں، تو پہلے کو "یا" سے بدل دیا جاتا ہے، (چونکہ یہاں اس سے پہلے "یا" تھی، اس لئے اُسے "یا" میں مدغم کردیا) تو جب لفظ "نبی" مہموز یعنی ہمزہ کے ساتھ ہو تو اُس کے معنی "مخبِر" ہیں، اَنْبَأَ، یُنْبِئُ، نَبَّأَ، یُنَبِّئُ سے ماخوذ ہے اور ائمہ قرّاء نے ترکِ ہمزہ کے ساتھ پڑھا، اُس وقت ترکِ ہمزہ کثرتِ استعمال کی وجہ سے تخفیف کے لئے ہوگا یا اس کے معنی الرّفیع (بلند مرتبہ) ہوں گے، نبوۃ سے ماخوذ ہوگا اور اس کے معنی بلند مقام کے ہیں۔

انتہیٰ۔

(۱۱) امام قرطبی فرماتے ہیں:

وَقَرَأَنَافِعٌ "اَلنَّبِيْئِيْنَ" بِالْهَمْزِ حَيْثُ وَقَعَ فِى الْقُرْاٰنِ اِلَّا فِىْ مَوْضِعَيْنِ فِىْ سُوْرَةِ الْاَحْزَابِ "اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِىِّ اِنْ اَرَادَ" وَ"لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِىِّ اِلَّآ اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ" فَاِنَّهٗ قَرَءَ بِلَا مَدٍّ وَّلَاهَمْزٍ، وَاِنَّمَا تَرَكَ هَمْزَ هٰذَيْنَ لِاجْتِمَاعِ هٰذَيْنِ مَكْسُوْرَتَيْنِ وَتَرَكَ الْهَمْزَةَ فِىْ جَمِيْعِ ذٰلِكَ الْبَاقُوْنَ، فَاَمَّا مَنْ هَمَزَ فَهُوَ عِنْدَهٗ مِنْ اَنْبَأَ اِذَااَخْبَرَ وَاِسْمُ فَاعِلِهٖ مُنْبِئٌ وَقَدْ جَاءَ فِىْ جَمْعِ نَبِيٍّ نُبَّآءُ۔

وَقَالَ الْعَبَّاسُ بِنْ مِرْدَاسِ السُّلَمِىُّ يَمْدَحُ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔

يَا خَاتَمَ النُّبَّآءِ اِنَّكَ مُرْسَلٌ
بِالْحَقِّ كُلُّ هُدَى السَّبِيْلِ هُدَاكَا

هٰذَا مَعْنٰى قِرَأَةِ الْهَمْزِ، وَاخْتَلَفَ الْقَائِلُوْنَ بِتَرْكِ الْهَمْزِ ، فَمِنْهُمْ مِنِ اشْتَقَّ اِشْتِقَاقَ مَنْ هَمَزَ، ثُمَّ سَهَّلَ الْهَمْزَ، وَمِنْهُمْ مَنْ قَالَ هُوَ مُشْتَقٌّ مِنْ نَبَا يَنْبُوْا اِزَا ظَهَرَ، فَالنَّبِىُّ مِنَ النَّبُوَّةِ وَهُوَالْاِرْتِفَاعُ فَمَنْزِلَةُ النَّبِىِّ رَفِيْعَةٌ۔

اورامام نافع نے النَّبِيْئِيْن ہمزہ کے ساتھ پڑھا، جہاں بھی قرآن میں یہ لفظ واقع ہوا، سوا دوجگہ کے، سورۂ احزاب کی آیت "اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِىَّ اِنْ اَرَادَ" اور "لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِىَّ اِلَّا اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ" انہوں نے ان دونوں آیتوں میں لفظ النبی مد اور ہمزہ کے بغیر پڑھا، جہاں اُن کا ترکِ ہمزہ صرف اس لئے ہے کہ ان دونوں آیتوں میں دو ہمزہ مکسور جمع ہوئے، باقی قرأء نے ترکِ ہمزہ کے ساتھ النّبیّون پڑھا، جنہوں نے ہمزہ کے ساتھ پڑھا، اُن کے نزدیک لفظ "نبی" انبأ سے ماخوذ ہے، اس کا اسم فاعل مُنْبِئٌ ہے اور نبیّ کی جمع صرف انبیاء آتی ہے اور ہمزہ کے ساتھ نبیءٌ کی جمع نُبَّأءُ بھی آتی ہے، حضرت عباس مرداس سلمی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح کرتے ہوئے کہا ۔

يَا خَاتَمَ النُّبَّآءِ اِنَّكَ مُرْسَلٌ
بِالْحَقِّ كُلُّ هُدَى السَّبِيْلِ هُدَاكَا

(یعنی اے خاتم النبیین بے شک آپ رسول برحق ہیں، راہِ نجات کی ہر ہدایت آپ کی ہدایت ہے)

یہ معنی قرأۃ بالہمزہ کے ہیں اور ترکِ ہمزہ کے قائلین میں اختلاف ہے، بعض نے اس کا اشتقاق ہمزہ سے مانا، پھر

ہمزہ کی تسہیل کردی اور بعض نے کہا نَبَا یَنْبُوْ سے مشتق ہے جس کے معنی ظَھَرَ ہیں اور نبی نَبْوَۃ سے ماخوذ ہے، نَبْوَۃٌ کے معنی ہیں ”بُلندی“ لہذا نبی کا مرتبہ بلند ہوتا ہے۔

آگے چل کر فرمایا:

وَیُرْوٰی اَنَّ رَجُلاً لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَانَبِیْءَ اللّٰہِ:وَھَمَزَ:فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَسْتُ بِنَبِیْءِ اللّٰہِ، وِھَمَزَ وَلٰکِنَّنِی نَبِیُّ اللّٰہِ وَلَمْ یَھْمِزُ قَالَ اَبُوْ عَلِیٍّ ضُعِّفَ سَنَدُ ھٰذَاالْحَدِیْثِ وَمِمَّا یُقَوِّی ضُعْفَہٗ اَنَّہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَدْ اَنْشَدَہُ اَلْمَادِحُ، یَا خَاتَمَ النُّبَآءِ ...... وَلَمْ یُؤْ ثَرْ فِی ذٰلِكَ اِنْکَارٌ۔

مروی ہے کہ ایک آدمی نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کہا: اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیْءَ اللّٰہِ اور لفظ نبی کو ہمزہ سے ادا کیا، تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا! میں ہمزہ کے ساتھ نبیءُ اللّٰہ نہیں، بلکہ میں ہمزہ کے بغیر نبیُّ اللّٰہ ہوں، ابوعلی نے کہا اس حدیث کی سند ضعیف ہے، امام قرطبی نے فرمایا اس حدیث کے ضعیف ہونے کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ حضور کی مدح کرنے والے شاعر (صحابی) نے حضور کو مخاطب کر کے یَا خَاتَمَ النُّبَآءِ کہا (جب کہ نُبَآء صرف ہمزہ کے ساتھ لفظ نبیءٌ کی جمع کے لئے آتا ہے) اور اس میں حضور کا انکار منقول نہیں ہوا، انتہٰی (قرطبی، ج۱، ص۴۳۱)

امام قرطبی کی اس عبارت سے لفظ نبیء کی قرأۃ بالہمزہ اور انباء سے اس کے مشتق ہونے پر روشنی پڑنے کے علاوہ یہ بات بھی سامنے آ گئی کہ وہ مخبر کے معنی میں ہے اور لفظ انبیاء نبی بالہمزہ اور بغیر ہمزہ دونوں کی جمع ہے اور یہ بھی ثابت ہو گیا کہ صحابی نے نبی کو مخاطب کر کے ہمزہ کے ساتھ ”خَاتَمَ النُّبَآء“ کہا ہے، اگر یہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ناپسند ہوتا تو فوراً انکار کر دیتے، سب سے اہم بات جو امام قرطبی کی اس عبارت سے ثابت ہوئی یہ ہے کہ جس روایت میں رجل اعرابی کا حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا انکار فرمانا منقول ہے، صحیح نہیں، بلکہ ضعیف ہے اور اس کے ضعف کی دلیل حضرت عبّاس بن مرداس کا مذکورہ بالا شعر ہے۔

مخفی نہ رہے کہ امام قرطبی کے مطابق اعرابی کی روایتِ مذکورہ کو دیگر علماء بالخصوص ائمۂ لغت نے بھی امام حاکم کی تصحیح کے باوجود ضعیف قرار دیا ہے، کیونکہ امام حاکم محدثین کے نزدیک تصحیح میں متساہل ہیں جیسا کہ ان شاء اللہ ائمّۂ لغت کی عبارات کے ضمن میں ہم اس پر دلائل قائم کریں گے۔

معاند کی یہ انتہائی خیانت ہے کہ اُس نے ائمّۂ لُغت کی عبارات سے وہ حصہ نقل کیا جو اُسے مفیدِ مطلب نظر آیا، حالانکہ وہ ہر گز اُسے مفید نہیں، جس کی تفصیل آگے آ رہی ہے۔

(۱۲) امام اثیرالدین ابوعبداللہ محمد بن یوسف الشہیر بأبی حیان (اندلسی) اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں:

وَقَرَأَ نَافِعٌ بِهَمْزِ اَلنَّبِيْئِيْنَ وَالنَّبِئَ وَالْاَنْبِيَاءِ وَالنُّبُوْءَةُ اِلَّا اَنَّ قَالُوْنَ اَبْدَلَ وَاَدْغَمَ فِى الْاَحْزَابِ فِيْ "وَهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيّ" وَ فِيْ " لَا تَدْ خُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيّ اِلَّا اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ" فِى الْوَصْلِ وَقَرَأَ جُمْهُوْرٌ بِغَيْرِ هَمْزٍ۔ انتھٰی۔(البحر المحيط، ج ١، ص ٣٧)

یعنی نافع نے النَّبِيْئِين اور النّبیٔ اور الانبیاء اور النبؤة سب کو ہمزہ کے ساتھ پڑھا،لیکن قالون نے سورۂ احزاب کی دو آیتوں "وَهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنّبی "اور لَا تَدْ خُلوْا بُيُوْتَ النَّبِى میں حالتِ وصل میں ابدال اور ادغام کیا اور جمہور نے بغیر ہمزہ کے پڑھا۔انتہیٰ۔

حضرات محدثین اور ائمہ لُغتِ حدیث نے بھی لفظِ نبی کو نبأ سے ماخوذ مانا ہے اور نبی کے معنٰی مخبر عن الله اور نبوة کے معنٰی اطلاع علی الغیب لکھتے ہیں۔

(۱۳) محدّثِ جلیل امام لُغتِ حدیث علاّمہ الشیخ محمد طاہر صاحبِ "مجمع بحار الانوار" لفظِ نبی اللہ کے تحت فرماتے ہیں:

هُوَ بِمَعْنٰى فَاعِلٌ مِنَ النَّبَأ" اَلْخَبَرِ لِاَنَّهٗ اَنْبَأَ عَنِ اللهِ يَجُوْزُ تَخْفِيْفُ هَمْزَتِهٖ وَتَحْقِيْقُهَا۔

(یعنی لفظِ نبی اللہ میں نبی فاعل کے معنی میں ہے نَبَأٌ سے ماخوذ ہے،نَبَا خبر کو کہتے ہیں،کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے خبر دی،لفظِ نبی کے ہمزہ کی تخفیف و تحقیق دونوں جائز ہیں)۔اس کے بعد فرمایا:

وَقِيْلَ هُوَ مُشْتَقٌّ مِّنَ النَّبَاوَةِ وَهُوَ الشَّيْئُ اَلْمُرْتَفِعُ وَمِنَ الْمَهْمُوْزِ شِعْرُ ابْنِ مِرْدَاسٍ "يَاخَاتَمَ النُّبَآءِ اِنَّكَ مُرْسَلٌ" انتھٰی (مجمع بحارالانوار، ج٣، ص ٣٢٩)

(یعنی بعض نے کہا نباوة سے مشتق ہے اور وہ شئے مرتفع ہے اور مہموز سے عباس بن مرداس کا یہ شعر ہے: يَاخَاتَمَ النُّبَآ اِنَّكَ مُرْسَلٌ "اے خاتم النبیین! بے شک آپ اللہ کے رسول ہیں)

یہ پورا شعر ہم قرطبی کے حوالہ سے نقل کر چکے ہیں،جس کو انہوں نے ایک اعرابی کے يَا نَبِيَّ الله کہنے اور نبیٔ بالہمزہ پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے انکار کی روایت کے ضعیف ہونے کی تائید میں نقل کیا ہے،صاحب مجمع بحار الانوار نے بھی نقل کر کے اس روایت کے ضعف کی طرف اشارہ کر دیا،جس کی تائید مزید وضاحت کے ساتھ ان شاء اللہ تعالیٰ "تاج العروس" کی عبارات سے قارئین کے سامنے آ رہی ہے۔

(۱۴) متکلمین نے بھی نبی اصطلاحی کو نبأٌ سے مشتق مانا ہے،شرح مواقف میں ہے:

"اَلنَّبِيُّ" وَاِشْتِقَاقُهٗ مِنَ النَّبَأِ فَهُوَ حِيْنَئِذٍ مَهْمُوْزٌ لٰكِنَّهٗ يُخَفَّفُ وَ يُدْ غَمُ وَهٰذَاالْمَعْنٰى حَاصِلٌ لِمَنِ اشْتَهَرَ بِهٰذَا الْاِسْمِ لِاِنْبَائِهٖ عَنِ اللهِ تَعَالٰى، وَقِيْلَ النَّبِيُّ هُوَ مُشْتَقٌّ مِنَ النَّبْوَةِ وِهُوَالْاِرْتِفَاعُ۔ انتھٰی

(شرح مواقف ، ج ۸، ص ۲۱۷)

(اَلنَّبِیُّ کا اشتقاق نبأٌ سے ہے، ایسی صورت میں وہ مہموز ہے، لیکن اسے مخفف اور مدغم کر دیا جاتا ہے اور یہ معنٰی ہر اُس مقدّس انسان کے لئے حاصل ہیں جو نبی کے نام سے مشہور ہوا، کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے خبر دیتا ہے، اور کہا گیا کہ النَّبِی، النبوۃ سے مشتق ہے، جس کے معنی ہیں بلند ہونا۔ انتہٰی۔)

(۱۵) شرح عقائدِ نسفی کے شارح علامہ عبدالعزیز پرہاروی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۲۳۹ھ) نے لفظ نبی کے اشتقاق میں متعدد اقوال نقل کرنے کے بعد بطورِ محاکمہ ''شرح الشافیہ'' کی عبارت نقل کرتے ہوئے فرمایا:

جَاءَ النَّبِیُّ مَهمُوْزًا فِی الْقِرَاءاتِ السَّبعِ وَالثَّانِی بِاَنَّ الْحَدِیْثِ غَیرُ صَحِیحٍ وَاِنْ رَوَاہُ الْحَاکِمُ لِاَنَّ فِیْ سَنَدِہٖ حُمرَانَ مِنْ غُلَاۃِ الشِّیْعَۃِ وَلَوْ سُلِّمَ فَلَعَلَّ الْاَعْرَابِیَّ اَرَادَ اشْتِقَاقَہٗ مِنْ نَبَأْتُ الْاَرْضَ اِذَا خَرَجْتَ مِنْهَا اِلَی الْاُخْرٰی۔ (نبراس ،ص ۸)

(یعنی لفظ ''النّبی'' ہمزہ کے ساتھ قراءاتِ سبعہ میں سے ہے اور دوسرے یہ کہ اعرابی کی حدیث صحیح نہیں، اگرچہ اسے حاکم نے روایت کیا، کیونکہ اس کی سند میں حمران ہے، جو غلاۃ شیعہ سے ہے اور اگر بالفرض اس روایت کو تسلیم بھی کر لیا جائے، تو اعرابی کے نبیءَ اللہ کہنے پر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا انکار اس لئے نہیں تھا کہ لفظِ نبی مہموز نہیں، بلکہ اعرابی نے عرب کے ایک محاورے ''نَبَاْءْتُ الْاَرْضِ'' (میں ایک زمین سے دوسری زمین کی طرف نکلا) سے اخذ کر کے خَارِجٌ کے معنٰی میں ہمزہ کے ساتھ حضور کو نبیٌٔ کہا تھا، جس پر حضور نے انکار فرمایا۔ انتھٰی)

اس عبارت سے واضح ہو گیا کہ نبیٌٔ ہمزہ کے ساتھ نبأ سے ماخوذ ہے اور یہ قراءاتِ سبعہ میں سے ہے، اعرابی کی حدیث سے اس کے خلاف استدلال صحیح نہیں، کیونکہ وہ حدیث اپنی سند کے اعتبار سے خود غیر صحیح ہے۔

(۱۶) لُغتِ قرآن کے امام علاّمہ راغب اصفہانی ''نبوۃ'' کے معنی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اَلنُّبُوَّۃُ سِفَارَۃٌ بَیْنَ اللّٰہِ وَبَیْنَ ذَوِی الْعُقُوْلِ مِنْ عِبَادِہٖ بِاِزَاحَۃِ عِلَّتِهِمْ فِیْ اَمْرِ مَعَادِهِمق وَمَعَاشِهِمْ وَ النَّبِیُّ لِکَوْنِہٖ مُنَبِّأً بِمَا تَسْکُنُ اِلَیْہِ الْعُقُوْلُ الذَّکِیَّۃُ وَهُوَ یُصِحُّ اَنْ یَّکُوْنَ فَعِیْلًا بِمَعْنَی الْمَفْعُوْلِ لِقَوْلِہٖ نَبَّأَ نِیَ الْعَلِیْمُ الْخَبِیْرُ۔ (مفردات، ص ۴۹۹)

(نبوۃ اللہ تعالیٰ اور اُس کے ذوی العقول بندوں کے درمیان سفارت کا نام ہے جو اُن کے تمام دنیوی اور اُخروی امور سے ہر قسم کی خرابی دُور کرنے کے لئے ہوتی ہے، اور اس کو نبی اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ ایسی خبریں دیتا ہے جن کی وجہ سے پاکیزہ عقول کو تسکین و طمانیت حاصل ہوتی ہے، لفظِ نبی کا فَعِیلٌ بمعنی فَاعِلٌ ہونا بھی صحیح ہے، جس کی دلیل یہ دو آئتیں ہیں:''

نَبِّئْ عِبَادِیْ'' (میرے بندوں کوخبر دیجئے) اور قُلْ اَؤُ نَبِّئُکُم (فرمادیجئے کیا میں تمہیں خبر دوں؟) اور بمعنی مفعول بھی ہوسکتا ہے جس کی دلیل ''نَبَّانِیَ الْعَلِیْمُ الْخَبِیْرُ'' ہے (یعنی علیم، خبیر نے مجھے خبر دی)

اس کے بعد فرماتے ہیں:

وَقَالَ بَعْضُ الْعُلَمَآءِ هُوَ مِنَ النُّبُوَةِ اَیِ الرِّفْعَةِ وَسُمِّیَ نَبِیًّا لِرِفْعَةِ مَحَلِّهٖ عَنْ سَائِرِ النَّاسِ الْمَدْلُوْلِ عَلَيْهِ، وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا، فَالنَّبِیُّ بِغَيْرِ اَبْلَغُ مِنَ النَّبِیِّ بِالْهَمْزِ لِاَنَّهٗ لَيْسَ كُلُّ مُنَبَّأٍ رَفِيْعَ الْقَدْرِ وَالْمَحَلِّ۔

(بعض علماء نے کہا کہ لفظِ نبی نبوۃ سے ماخوذ ہے، جس کے معنی ہیں ''رفعۃ'' اور وہ نبی کے نام سے اس لئے موسوم ہوا کہ باقی سب لوگوں سے اس کا مقام بلند ہے، جس پر اللہ تعالیٰ کا قول ''وَرَفَعْنَاهُ مكاناً عَلِيًّا'' دلالت کرتا ہے، لہذا نبی بغیر ہمزہ کے ہمزہ کے ساتھ لفظ نبیء سے ابلغ ہے، کیونکہ ہر مُنَبَّئ (خبر دینے والا) رفیع القدر والمحل نہیں ہوتا۔انتہٰی)۔

(مفردات، ص ۵۰۰)

یہاں زیادۃ معنیٰ کی وجہ سے لفظ ''ابلغ'' استعمال ہوا ہے، بلاغت کے اعتبار سے نہیں، جیسا کہ معاند نے سمجھا، کیونکہ بلاغت کلمہ کی صفت نہیں، بلکہ کلام کی صفت ہے۔

(۱۷) دیکھئے قاضی بیضاوی نے الرحمن کو الرحیم سے محض زیادۃِ معنیٰ کی وجہ سے ابلغ کہا ہے۔(بیضاوی، ص۵)

اس کے بعد لفظ ''النّبی'' کے ماخذ اشتقاق اور اس کے معنٰی کی وضاحت کے لئے ہم ائمہ لغت عرب کی عبارات ہدیۂ ناظرین کرتے ہیں۔

(۱۸) امام لغت صاحبِ قاموس فرماتے ہیں:

وِالنَّبِیُّ اَلْمُخْبِرُ عَنِ اللّٰهِ تَعَالٰی وَتَرْكُ الْهَمْزِ الْمُخْتَارُ جَمْعُهٗ اَنْبِيَاءُ وَنُبَآءُ وَاَنْبَاءُ''وَالنَّبِيُّوْنَ'' وَالْاِسْمُ اَالنَّبُوَّةُ۔انتھٰی (القاموس المحیط، ج ۱، ص ۲۹)

(یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے خبر دینے والے کو ''نبیٌّ'' کہتے ہیں اور ہمزہ کا ترک مختار ہے، اس کی جمع اَنْبِيَاءُ ونُبَآءُ واَنْبَاءُ اور اَلنَّبِيُّوْنَ اور اسم اَلنَّبُوَّةُ ہے۔انتھٰی۔

صاحب قاموس کے علاوہ بعض دیگر علماء اور ائمۂ لغت نے بھی ترکِ ہمزہ کو مختار کہا ہے جس کے معنی معاند نے غلط سمجھے، ترکِ ہمزہ کا مختار ہونا محض کثرتِ استعمال میں تخفیف کی وجہ سے ہے، ورنہ تواتر کے اعتبار سے لفظ النّبی بالہمزہ اور بلا ہمزہ دونوں مختار ہیں، کیونکہ دونوں قرأتِ سبعہ متواترہ میں سے ہیں، جیسا کہ ائمّہ مفسرین کی عبارات سے ہم ثابت کرچکے

ہیں اوراس پر مزید کلام آگے بھی آرہا ہے۔

تنبیہ ضروری: قاضی بیضاوی نے مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ میں مَالِكِ کی قراٗۃ پر مَلِكِ کی قراٗۃ کو ترجیح دیتے ہوئے ''وَهُوَ الْمُخْتَار'' کہا۔

(۱۹) جس پر محشی نے علاّمہ شہاب الدین خفاجی سے نقل کرتے ہوئے لکھا:

اَلْاَوْلٰی اَنْ لَّا يُوْصَفَ اَحَدُ هُمَا بِالْمُخْتَارِ لِمَا يُوْهِمُ اَنَّ الْاُخْرٰی بَخِلَافِهٖ مَعَ اَنَّ الْقِرَاءَ تَيْنِ مُتَوَاتِرَتَانِ۔

(یعنی بہتر یہ ہے کہ دونوں میں سے کسی ایک قراٗۃ کو مختار نہ کہا جائے، کیونکہ اس سے یہ وہم پیدا ہوتا ہے کہ دوسری قراٗۃ مختار نہیں، باوجودیکہ دونوں قراٗتیں متواترہ ہیں۔(بیضاوی حاشیہ ۵، ص ۷)

(۲۰) شیخ زادہ نے بھی قاضی بیضاوی کے قول وھو المختار پر کلام کرتے ہوئے لکھا کہ مصنف نے اپنی قراٗۃ مَلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ کو مختار کہہ کر اُسے ترجیح دی اور اسی طرح مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ کی قراٗۃ والوں نے اپنی قراٗۃ کو دوسری قراٗۃ پر ترجیح دی اور ایسی ترجیح جس سے دوسری قراٗۃ کا ساقط ہونا ظاہر ہوتا ہے: ''وَهٰذَا غَيْرُ مَرْضِيٍّ لِاَنَّ كِلْتَيْهِمَا مُتَوَاتِرَةٌ'' یعنی یہ ناپسندیدہ ہے، اس لئے کہ دونوں قراٗتیں متواتر ہیں۔

معلوم ہوا کہ دو متواتر قراٗتوں میں سے ایک قراٗۃ کو اس طرح ترجیح دیتے ہوئے مختار کہنا کہ دوسری قراٗۃ کا غیر مختار ہونا ظاہر ہوتا ہو یا اس کا وہم پیدا ہوتا ہو، پسندیدہ نہیں۔

معاند کی جسارت ملاحظہ فرمایئے کہ اُس نے نبیٌّ ، بِالْهَمْزہ کی قراٗۃ متواترہ کو فصاحت و بلاغت کے خلاف سمجھا، یہاں تک کہ نعوذ باللہ اُسے لُغتِ ردی قرار دے کر بالکل ہی ساقط کر دیا، جب کہ نبیٌّ بالہمزہ اور بلا ہمزہ دونوں قراٗتیں متواترہ ہیں۔

ہمزہ کے ساتھ النَّبِیءُ امام نافع کی قراٗۃ ہے جو قراءاتِ سبعہ متواترہ سے ہے، جیسا کہ ہم تفسیر قرطبی، تفسیر مدارک، تفسیر مظہری اور تفسیر بحرِ محیط کی عبارات سے ثابت کر چکے ہیں۔

(۲۱۔۲۲) ائمّۂ قُرّاءِ سبعہ اور اُن کی قراءآت کا بیان اور یہ کہ امام نافع قُرّاءِ سبعہ میں شامل ہیں اور اہل مدینہ نے ان کی قراٗۃ کو اختیار کیا، نہایت بسط وتفصیل کے ساتھ تفسیرِ اتقان، جزء اوّل، ص ۸۲ اور مناہل العرفان، جزء اوّل، ص ۴۰۹ میں مرقوم ہے۔

(۲۳) تفسیر اتقان، جزء اوّل، ص ۸۳ میں یہ تصریح بھی موجود ہے:

لِاَنَّ السَّبْعَ لَمْ یُخْتَلَفْ فِیْ تَوَاتُرِھَا (یعنی قراءآتِ سبعہ کے متواتر ہونے میں کوئی اختلاف نہیں ہوا۔

(۲۴۔۲۵) لسان العرب، جلد ۱، ص۱۶۳، تاج العروس، جلد ۱، ص۱۲۲ میں ہے :

وَقَالَ الْفَرَّاءُ النَّبِیُّ ھُوَ مَنْ اَنْبَأَ عَنِ اللّٰہِ فَتُرِكَ ھَمْزُہٗ قَالَ وَ اِنْ اُخِذَتْ مِنَ النُّبُوَّۃِ وَالنَّبَاوَۃِ وَھِیَ الْاِرْتِفَاعُ اَیْ اَنَّہٗ اَشْرَفَ عَلٰی سَائِرِ الْخَلْقِ فَاَصْلُہٗ غَیْرُ الْھَمْزِ۔ انتھٰی

سیبویہ کے نزدیک بھی لفظِ ''نبی'' اصل میں مہموز اللام ہے۔

(۲۶) دیکھئے شرح شافیہ میں ہے :

وَکَذَا النَّبِیُّ اَصْلُہٗ عِنْدَ سِیْبُوْیَہِ الْھَمْزُ (شرح شافیہ، جلد اوّل، ص ۲۱۲، طبع بیروت)

(نبی کی اصل سیبویہ کے نزدیک ہمزہ کے ساتھ ہے)

(۲۷) صاحبِ نبراس نے بھی فرمایا کہ سیبویہ اور دیگر محققین کا مذہب یہ ہے کہ نبی (بالہمزۃ) مہموز اللام ہے (نبراس، ص۸)

سیبویہ کا یہ مذہب مذکور کہ لفظِ نبی ماخذ نبأٌ ہے اور مہموز اللام ہے۔

(۲۸۔۲۹) لسان العرب، جلد اوّل، ص۱۶۳، تاج العروس، ج۱، ص۱۲۱۔۱۲۲ میں تفصیل کے ساتھ مرقوم ہے، اسی وضاحت کے ضمن میں علامہ زبیدی نے فرمایا :

''قَالَ سِیْبُوْیَہِ لَیْسَ اَحَدٌ مِّنَ الْعَرَبِ اِ لَّا وَیَقُوْلُ تَنَبَّأَ مُسَیْلَمَۃُ بِالْھَمْزِ غَیْرَ اَنَّھُمْ تَرَکُوْا فِی النَّبِیِّ الْھَمْزَ''۔

(یعنی سیبویہ نے کہا کہ عرب کا ہر شخص ''تَنَبَّأَ مُسَیْلَمَۃُ'' ہمزہ کے ساتھ کہتا ہے، بجز اُس کے کہ انہوں نے ''النبی'' میں ہمزہ ترک کردیا ہے۔

معاند نے ''تاج العروس'' سے سیبویہ کا مذہب نقل کرتے ہوئے انتہائی خیانت اور عبارت میں قطع بُرید سے کام لیا۔

(۳۰) تاج العروس کی اصل عبارت یہ ہے :

''وَقَالَ سِیْبُوْیَہِ الْھَمْزُ فِی النَّبِیِّ لُغَۃٌ رَدِیَّۃٌ یَعْنِی لِقِلَّۃِ اِسْتِعْمَالِھَا لَالِاَنَّ الْقِیَاسَ یَمْنَعُ مِنْ ذٰلِكَ۔ انتھٰی

(تاج العروس، ج ۱، ص ۱۲۲)

یعنی سیبویہ نے کہا کہ لفظ نبیٔ میں ہمزہ لغتِ ردیہ ہے، یعنی اس کی قلّت استعمال کی وجہ سے، نہ اس لئے کہ قیاس اس سے روکتا ہے۔

معاند نے لُغتِ ردیہ کے بعد کی عبارت نقل نہیں کی اور از روئے خیانت اُسے چھوڑ دیا، کیونکہ لفظِ ردیہ کے معنی پر اُس سے روشنی پڑتی تھی۔

صاحبِ تاج العروس نے ''یعنی لقلّة استعمالها'' کہہ کر سیبویہ کی مراد ظاہر کی کہ صرف قلّتِ استعمال کی بنا پر اُسے لغتِ ردیہ کہا گیا ہے، یہ نہیں کہ قیاس اُس سے روکتا ہو۔

(۳۱) لسان العرب میں بھی یہی عبارت بلفظہا مرقوم ہے (لسان العرب، ج ا، ص ۱۶۲)

معاند کے ہاتھ کی صفائی دیکھئے کہ دونوں کتابوں کی عبارتِ منقولہ نقل نہیں کی، بلکہ صرف لغت ردیہ کا لفظ نقل کر دیا، محض یہ تاثر دینے کے لئے کہ ہمزہ کے ساتھ لفظ نبیٌٔ ردی ہونے کی وجہ سے لُغتِ قرآن نہیں ہوسکتا۔

اسی طرح زَجّاج کے قول میں ''وَالْاَجْوَدُ تَرْكُ الْهَمْزِ'' کے معنی بھی یہ نہیں کہ ہمزہ کے ساتھ ''اَلنَّبِیءُ'' جیّد نہیں ہے، بلکہ یہ لفظ اجود محض کثیر الاستعمال ہونے کے معنٰی میں ہے۔

سیبویہ اور زجاج دونوں کے قول کی مراد ظاہر ہے، سیبویہ نے ہمزہ کے ساتھ النِّبِیُٔ کو قلیل الاستعمال کہا اور زجاج نے بغیر ہمزہ کے لفظ نبیٌ کو اجود کہہ کر کثیر الاستعمال قرار دیا جسے معاند نے اپنی جہالت سے جیّد کے خلاف سمجھا اور یہ نہ دیکھا کہ زجاج نے خود وضاحت کے ساتھ یہ بات کہی کہ اہل مدینہ کی ایک جماعت نے ہمزہ کے ساتھ ''النبی'' پڑھا اور پورے قرآن میں اُن کی ''قرأة النبی'' کے ہمزہ کے ساتھ ہے۔

(۳۲) علّامہ زبیدی تاج العروس میں النبیُٔ کے تحت فرماتے ہیں :

وَ فِی النِّهَایَةِ فَعِیلٌ بِمَعْنٰی فَاعِلٍ لِلْمُبَالَغَةِ مِنَ النَّبَأ ''اَلْخَبَرِ لِاَنَّهٗ'' اَنْبَاءَ عَنِ اللهِ اَیْ اَخْبَرَ قَالَ وَیَجُوْزُ فِیْهِ تَحْقِیقُ الْهَمْزِ وَتَخْفِیفُهُ یُقَالُ نَبَاءَ وَاَنْبَاءَ۔ انتھٰی۔ (تاج العروس، ج ۱، ص ۱۲۱)

(یعنی نہایہ میں ہے کہ نبیٌٔ، فعیلٌ کے وزن پر فَاعِلٌ کے معنی میں ہے، مبالغہ کے لئے یہ نَبَأَ سے ماخوذ ہے جس کے معنی ہیں خبر، اس لئے کہ نبی نے اللہ کی طرف سے خبر دی، صاحب نہایہ نے کہا کہ لفظِ نبی میں ہمزہ کی تحقیق اور تخفیف دونوں جائز ہیں، محاورۂ عرب میں کہا جاتا ہے: نَبَأَ، وَنَبَّأَ، وَأَنْبَاءَ یعنی اُس نے خبر دی۔ انتھٰی)

معاند کی ایک اور خیانت ملاحظہ فرمایئے: کنز العمال سے حدیثِ اعرابی کا حوالہ دیتے ہوئے لکھا کہ اعرابی نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کہا ''اے غیب داں! حضور نے فرمایا! میں غیب داں نہیں، میں تو رفیع المنزلۃ ہوں''۔

کنز العمال اُٹھا کر دیکھ لیجئے، اس میں کہیں بھی یہ ذکر نہیں کہ اعرابی نے حضور کو ''غیب داں'' کہا اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس پر انکار فرماتے ہوئے فرمایا کہ میں تو ''رفیع المنزلۃ'' ہوں، یہ وہی حدیث ہے جس کا ذکر بار بار آچکا

ہےاوراعرابی نے یَا خَارِجُ مِنْ مَکَّۃَ اِلَی الْمَدِیْنَۃِ کے معنٰی مراد لے کر حضور کو ہمزہ کے ساتھ نبیءَ اللّٰہ کہا تھا، اسی معنی کے مراد لینے کی بنا پر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس پر انکار فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا تھا کہ میں ہمزہ کے ساتھ نبیءُ اللّٰہ نہیں، بلکہ میں ہمزہ کے بغیر نبیّ اللّٰہ ہوں۔

اگر معاند نے طنزاً ایسا لکھا ہے، تب بھی واقعہ کے اعتبار سے یقیناً یہ بہتان ہے، کیونکہ اس کا یہ لکھنا قطعاً خلافِ واقع ہے۔

معاند کو معلوم ہونا چاہیئے کہ آج تک کسی بھی اہلِ حق نے نبی کا ترجمہ ''غیب داں'' کے لفظ سے نہیں کیا، نبی اس مقدّس انسان کو کہتے ہیں جو مبعوث من اللہ ہو کر غیب کی خبریں دینے والا بلند مرتبہ ہو۔

اعلیٰ حضرت فاضلِ بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے لفظِ نبی کا ترجمہ فرماتے ہوئے جہاں بھی غیب کی خبریں دینے والا ارقام فرمایا، تو ان ہی مرادی معنی کے لحاظ سے ہے اور ان معنی کے پیشِ نظر اعلیٰ حضرت فاضلِ بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ ترجمہ صحیح ہے، اگرچہ ہم نے اپنے ترجمہ (البیان) میں محض اختصار کے پیشِ نظر یہ ترجمہ نہیں لکھا، لیکن قرآن مجید میں جہاں بھی لفظِ نبی آیا ہے، ہمارے نزدیک اس کے مرادی معنٰی یہی ہیں جن کی صحت پر ہماری منقولہ عبارات اور اُن کے علاوہ قرآنی آیات شاہدِ عادل ہیں۔

(۳۳) اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْهِ اِلَیْكَ، یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم آپ کی طرف وحی فرما رہے ہیں۔

(۳۴) اسی طرح تِلْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْهَاۤ اِلَیْكَ ، یعنی یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم آپ کی طرف وحی فرماتے ہیں، نیز ارشاد فرمایا:

(۳۵) نَبِّئْ عِبَادِیْۤ اَنِّیْۤ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ

میرے بندوں کو خبر دے دیجئے کہ میں ہی غفورٌ رَّحیم ہوں۔

معاند نے ہماری تمام عباراتِ منقولہ اور ان آیاتِ قرآنیہ کو نظر انداز کر کے کہہ دیا کہ اصطلاحی نبی نَبَأً سے ماخوذ نہیں اور نبی اصطلاحی کے معنی مخبر عن اللہ نہیں، بلکہ اس کے معنی رفیع المنزلۃ ہیں اور یہ نہ سوچا کہ نبی کا رفیع المنزلۃ ہونا اور اُس کا ایسا بلند مرتبہ والا ہونا کہ اس کے علاوہ اور کوئی انسان اس کے مرتبہ کو نہ پہنچ سکے، اسی امر پر مبنی ہے کہ وہ مبعوث من اللہ ہو کر مخبر عن اللہ ہے، اسی لحاظ سے نبی ایسا رفیع المنزلۃ ہے کہ کوئی غیر نبی اس کے مقام کو نہیں پا سکتا، ورنہ محض مرتبہ کے اعتبار سے بلند ہونا نبی کا خاصّہ نہیں غیر نبی کے لئے بھی رفعتِ منزلت قرآن مجید سے ثابت ہے۔

(۳٦) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا :

یَرْفَعِ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجَات۔

یعنی اللہ تعالیٰ تم میں سے مومنین کاملین اور اہل علم کے درجے بُلند فرمائے گا اور اس میں شک نہیں کہ مومنین کاملین اور اہل علم اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا وآخرت میں بلند درجے رکھتے ہیں، دیکھئے صالحین اور اولیائے کرام کے درجے عامۃ المسلمین سے بُلند ہیں اور شہید کا درجہ بھی غیر شہید سے بُلند ہے، صدّیقین کے مراتب اور درجات شہداء سے بھی بلند ہیں، اور رفعتِ منزلت ان سب کے لئے ثابت ہے، لیکن نبی کی رفعتِ منزلت کو غیر نبی نہیں پا سکتا، اسی لئے ہم نے بار بار تنبیہ کی ہے کہ نبی کے مخبر عن اللہ اور رفیع المنزلۃ ہونے میں کوئی تعارض نہیں، بلکہ دونوں کا مفہوم ایک ہی ہے۔

مگر افسوس کہ معاند نے نبی کے مخبر عن اللہ ہونے کی نفی کرتے ہوئے اسے صرف رفیع المنزلۃ قرار دے کر گویا اس کی رفعتِ منزلت کی بنیاد ہی کو ختم کر دیا۔

معاند نے نبی کے مخبر عن اللہ ہونے کی نفی بڑے شدّ ومد سے کی ہے اور اس نفی پر حدیثِ اعرابی کا سہارا لیا ہے اور اس حدیث کے بارے میں، مستدرک سے امام حاکم کا یہ قول بھی نقل کیا ہے ''صَحِیْحٌ عَلٰی شَرْطِ الشَّیْخَیْن'' لیکن اپنے اس کلام میں ہر جگہ جہالت اور خیانت کا مظاہرہ کیا ہے، اس کے بارے میں ہم تفسیر قرطبی سے نقل کر چکے ہیں کہ یہ حدیث ضعیف ہے، صاحب نبراس کی عبارت بھی ہم نے نقل کی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اگرچہ اس حدیث کو امام حاکم نے روایت کیا اور ''عَلٰی شَرْطِ الشَّیْخَیْن'' اسے صحیح لکھا، لیکن سند کے اعتبار سے یہ حدیث ضعیف ہے، اس کے راویوں میں ایک راوی حمران ہے جو غلاۃ شیعہ سے ہے۔

(۳۷) علاوہ ازیں امام زبیدی صاحبِ تاج العروس نے اسی حدیثِ اعرابی کے بارے میں فرمایا :

''وَیَنْبَغِیْ اَنْ تَکُوْنَ رِوَایَۃُ اِنْکَارِہٖ غَیْرَ صَحِیْحَۃٍ عَنْہُ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ لِاَنَّ بَعْضَ شُعَرَائِہٖ وَھُوَ الْعَبَّاسُ بْنُ مِرْدَاسِ السُّلَمِیُّ قَالَ یَاخَاتَمَ النُّبَّآءِ وَلَمْ یَرِدْ عَنْہُ اِنْکَارُہٗ لِذَالِکَ۔

(یعنی مناسب یہ ہے کہ اعرابی کی حدیث جس میں نبی بالہمزہ کا انکار رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مروی ہے، اسے غیر صحیح قرار دیا جائے، اس لئے کہ حضور کے شعراء میں سے عباس بن مرداس سُلمی نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے کہا : یَا خَاتَمَ النُّبَّآءِ اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس کا انکار وارد نہیں ہوا (جب کہ نُبَأَءَ نَبِیْ کی جمع نہیں، بلکہ نبیٔ بالہمزہ کی جمع ہے)

اس سے کچھ پہلے یہی امام زبیدی اس روایت کے بارے میں فرما چکے ہیں کہ

(۳۸) اس حدیث کے رواۃ میں حسین جعفی ہے جو شیخین کی شرط پر نہیں۔

وَلِهٰذَا ضَعَّفَهٗ جَمَاعَةٌ مِنَ الْقُرَّاءِ وَالْمُحَدِّثِيْنَ وَلَهٗ طَرِيْقٌ اٰخَرُ مُنْقَطِعٌ۔ انتہٰی

یعنی اسی لئے قُرّ اء ومحدثین کی ایک جماعت نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے،اس حدیث کا ایک دوسرا طریق بھی ہے جو منقطع ہے۔(تاج العروس،جلد۱،ص۱۲۲)

رہا یہ امر کہ امام حاکم نے اس کو صحیح علیٰ شرط الشیخین کہا،تو یہ امام حاکم کا تساہل ہے۔

(۳۹) امام نووی تقریب میں فرماتے ہیں :

وَاعْتَنٰى الْحَاكِمُ بِضَبْطِ الزَّائِدِ عَلَيْهِمَا وَهُوَ مُتَسَاهِلٌ

یعنی امام حاکم نے مستدرک میں کوشش کی کہ وہ شرطِ شیخین پر زائد حدیثیں ضبط کریں اور وہ حدیث کی تصحیح میں متساہل ہیں ۔

(۴۰) امام سیوطی نے اس کے تحت تدریب الراوی میں فرمایا :

قَالَ شَيْخُ الْاِسْلَامِ وَاِنَّمَا وَقَعَ لِلْحَاكِمِ التَّسَاهُلُ لِاَنَّهٗ سَوَّدَ الْكِتَابَ لِيُنَقِّحَهٗ فَاَعْجَلَتْهُ الْمَنِيَّةُ ۱ ہ

یعنی شیخ الاسلام (حافظ ابن حجر عسقلانی) نے کہا کہ حاکم کے تساہل کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے اپنی کتاب مستدرک کا مسودہ تیار کیا تا کہ اس کی تنقیح کریں،لیکن اس سے پہلے ہی ان کی موت واقع ہوگئی۔(تدریب مع التقریب،ص۵۲)

معاند نے ان تمام عبارات وتصریحاتِ علماء کو نظر انداز کر کے اپنی جہالت اور خیانت کا مظاہرہ کیا۔وَاِلَى اللهِ الْمُشْتَكٰى

بالفرض حدیث اعرابی کو تسلیم بھی کر لیا جائے،تب بھی وہ معاند کا سہارا نہیں بنتی،اس لئے کہ ہم علماء کی عبارات نقل کر کے بار بار تنبیہ کر چکے ہیں کہ اعرابی کے يَا نَبِيءَ الله ہمزہ کے ساتھ کہنے پر اس لئے حضور نے انکار نہیں فرمایا کہ اُس نے مخبر عن اللہ کے معنٰی مراد لے کر حضور کو ہمزہ کے ساتھ نَبِيءَ الله کہا تھا،بلکہ صرف اس بناء پر حضور نے انکار فرمایا کہ اُس نے يَاخَارِجُ مِنْ مَكَّةَ اِلَى الْمَدِيْنَةِ کے معنی مراد لے کر حضور کو ہمزہ کے ساتھ یا نبی اللہ کہا تھا۔

بعض علماء نے کہا کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے انکار کی وجہ یہ تھی کہ لفظِ نبیءٌ بالہمزہ لُغتِ قریش سے نہ تھا۔

(۴۱) یہ محض توہم ہے،امام زبیدی ''تاج العروس''میں فرماتے ہیں:

وَ الَّذِیْ صَرَّحَ بِهِ الْجَوْهَرِیُّ وَالصَّاغَانِیْ بِاَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا اَنْكَرَهٗ لِاَنَّهٗ اَرَادَ يَا مَنْ خَرَجَ مِنْ مَكَّةَ اِلَى الْمَدِيْنَةِ ، لَا لِكَوْنِهٖ لَمْ يَكُنْ مِنْ لُغَتِهٖ كَمَا تَوَهَّمُوْا وَيُؤَيِّدُهٗ قَوْلُهٗ تَعَالٰى لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا فَاِنَّهُمْ

اِنَّمَا نُھُوْا عَنْ ذٰالِكَ لِاَنَّ الْیَھُوْدَ کَانُوْا یَقْصُدُوْنَ اِسْتِعْمَالَهٗ مِنَ الرَّعُوْنَةِ لَا مِنَ الرِّعَایَةِ قَالَهٗ شَیْخُنَا اھ

یعنی حدیث اعرابی میں ہمزہ کے ساتھ نبیء اللہ کہنے پر حضور کا انکار جوہری اور صاغانی کی تصریح کے مطابق صرف اس لئے تھا کہ اعرابی نے یَامَنْ خَرَجَ مِنْ مَکَّةَ اِلَی الْمَدِیْنَةِ کا معنی مراد لے کر صرف ''خَارِجٌ'' کے معنٰی میں حضور کو نبیء اللہ کہا تھا، حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا انکار اس بناء پر نہ تھا کہ نبیء بالہمزہ حضور کی نعت میں نہیں تھا، جیسا کہ لوگوں نے وہم کیا، اس تصریح کی تائید اللہ تعالیٰ کے قول لَاتَقُوْلُوْ رَاعِنَا سے ہوتی ہے، کیونکہ راعنا کہنے کی نہی صرف اس وجہ سے تھی کہ یہود رعایت کی بجائے رعونت سے مشتق کر کے حضور کو رَاعِنَا کہتے تھے، یہ بات ہمارے شیخ نے فرمائی اھ۔ (تاج العروس، ج ۱، ص ۱۲۲)

اس عبارت سے واضح ہو گیا کہ اگر حدیثِ اعرابی کو تسلیم بھی کر لیا جائے، تب بھی وہ معاند کا سہارا نہیں بنتی، کیونکہ جس معنی پر حضور نے انکار فرمایا، ان معنی میں لفظِ نبی قرآن وحدیث میں مستعمل نہیں ہوا، آخر میں معاند کا یہ کہنا کہ جوہری نے اپنی صحاح میں نبی کو فعیل بمعنی مفعول نہ کہ بمعنی فاعل فرما کر ہماری تائید فرمائی، عجیب مضحکہ خیز ہے۔

جب اس لفظ نبی کو غیر جیّد غیر فصیح اور لُغتِ ردی کہہ کر اِسے ساقط کر دیا، تو اب جوہری کی عبارت سے اسے کیا فائدہ پہنچا؟ پھر یہ کہ جوہری نے فعیل بمعنٰی مفعول ضرور کہا، لیکن بمعنٰی فاعل کی نفی نہیں کی اور دیگر ائمۂ لُغت کی تصریحات ہم اس سے پہلے نقل کر چکے ہیں کہ انہوں نے بمعنی فاعل بھی کہا جو معاند کے مسلک کی نفیِ صریح ہے۔

اس کے بعد ہم معاند کی ایک اور جہالت وخیانت کا پردہ بھی چاک کر دینا چاہتے ہیں جس کا مظاہرہ اس نے ہمزہ کے ساتھ لفظِ نبی کی نفی کی تائید میں کیا ہے، کہتا ہے کہ قرآن مجید میں نبیء بلا ہمزہ آیا ہے، نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھی نبی بلا ہمزہ فرمایا، حدیث کی بحث تو ابھی تفصیل کے ساتھ قارئین کے سامنے آچکی ہے، رہا یہ امر کہ صحائفِ قرآنیہ میں نبی بلا ہمزہ آیا ہے، تو اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن مجید میں صرف مَالِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ آیا ہے، مَلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ نہیں آیا، اسی طرح خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ آیا ہے، خَاتِمَ النَّبِیّٖنَ نہیں آیا، لیکن جب یہ ثابت ہو گیا کہ مَالِكِ اور مَلِكِ دونوں قرأتیں متواتر ہیں، نیز خَاتِم اور خَاتَم بھی ہر دو متواتر قرأتیں ہیں، تو اس کے بعد محض اس بنا پر کہ صحائفِ قرآنیہ میں صرف ایک قرأۃ لکھی ہے، دوسری متواتر قرأۃ کا انکار کسی اہل علم، بلکہ عام مسلمان کے نزدیک بھی جہالت کے سوا کچھ نہیں ہو سکتا۔

ہم ثابت کر چکے ہیں نبی بالہمزہ اور بلا ہمزہ دونوں قرأتیں ہیں، ایسی صورت میں معاند کا لفظِ نبی بلا ہمزہ کا انکار جہالت وخیانت نہیں تو کیا ہے؟

ہمارے اپنے مسلک کی تائید کے لئے اختصار کے ساتھ دلائل کا پیش کر دینا بھی کافی تھا، لیکن ائمۂ مفسرین ومحدّثین

علماءِ لغت قرآن وحدیث و متکلمین اور ائمہ لُغت عرب کی ان تفصیلی عبارات کو محض اس لئے نقل کیا گیا کہ معاند کی خیانت واضح ہو کر قارئین کے سامنے آجائے۔

ہماری منقولہ عبارات کو پڑھنے کے بعد قارئین کرام پر یہ حقیقت واضح ہوگئی کہ ہر جگہ ہماری تائیدی عبارات پہلے مذکور ہیں، جنہیں معاند نے ازروئے خیانت نقل نہیں کیا، صرف قولِ مؤخّر کو اپنی تائید میں سمجھ کر نقل کردیا جو فی الواقع اس کے مفید مطلب نہیں، جیسا کہ ہم تفصیل کے ساتھ بیان کر چکے ہیں۔

معاند نے اپنی ساری قوت اس غلط نظریہ کو ثابت کرنے میں صرف کردی کہ اصطلاحی نبی نبـــــأ سے ماخوذ نہیں اور اصطلاحی نبی کے معنٰی خبر دینے والا نہیں، بلکہ اس کے معنی صرف رفیع المنزلۃ ہیں۔

ہم نے دلائل کی روشنی میں ثابت کردیا کہ لفظ ’’نبی‘‘ کے اصلاحی معنٰی مبعوث من اللہ ہو کر ’’مُخْبَر یا مُخْبِرْ عن اللہ‘‘ ہیں، یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے خبر پانے والا یا خبر دینے والا، اور اُس کا رفیع المنزلۃ ہونا اسی امر پر مبنی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہو کر خبر پانا یا خبر دینا صرف نبی کی شان ہے، غیرِ نبی کا یہ مرتبہ نہیں، اسی لئے علماء نے لفظِ نبی کے اصطلاحی معنٰی خبر پانے یا خبر دینے والا تحریر کیے ہیں، جیسا کہ ہم تفصیلی عبارات ابھی نقل کر چکے ہیں۔

خلاصۃ الکلام کے طور پر ناظرین کرام معاند کے تینوں دعاوی ذہن نشین فرمالیں :

(۱) ایک یہ کہ نبی، نَبَـأ بمعنی خبر سے مشتق نہیں اور اس کے معنی ’’خبر دینے والا‘‘ ہرگز نہیں، بلکہ وہ نَبْـوَۃٌ سے ماخوذ ہے جس کے معنی ہیں ’’بلندی‘‘، لہٰذا نبی کے معنی ہیں بلند رتبہ۔

(۲) یہ کہ لفظ ’’نبی‘‘ ہمزہ کے ساتھ قرآن مجید میں نہیں آیا۔

(۳) یہ کہ ایک اعرابی نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہمزہ کے ساتھ ’’نبـــئ اللّٰہ‘‘ کہا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: میں ہمزہ کے ساتھ نبـــئ اللّٰہ نہیں، بلکہ ہمزہ کے بغیر ’’نبی اللّٰہ‘‘ ہوں، ہم نے اس کے تینوں دعووں کو دلائل کے ساتھ رد کردیا اور ثابت کردیا کہ :

۱۔ لفظ نَبْـوَۃ خود ’’اِنْبَـاءٌ‘‘ سے ماخوذ ہے اور لفظ ’’نبـی‘‘ کا ماخذ نَبَـأٌ ہے اور نبی کے معنی ہیں خبر دیا ہوا، اور ’’خبر دینے والا‘‘ اور اس کا بلند رتبہ ہونا اسی لئے ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مُخْبَر اور مُخْبِر ہوتا ہے۔

۲۔ اور ہم نے اچھی طرح واضح کردیا کہ قرآن مجید کی قرأتِ متواترہ میں ہمزہ کے ساتھ نبیءٌ وارد ہے۔

۳۔ ہم نے اس حقیقت کو بھی بے نقاب کردیا کہ اعرابی والی وہ روایت قابلِ اعتماد نہیں ہے۔

اس کے بعد ہم وہابیوں، دیوبندیوں کے مقتداء اور امام ابنِ تیمیہ کی وہ عبارات نقل کرتے ہیں، جنہوں نے معاند

کے ان دعوؤں کو هباءً منثورا کر کے رکھ دیا اور معاند کے لئے ذلّت وخواری کے سوا کچھ نہ چھوڑا، ملاحظہ فرمایئے، معاند کے امام ابن تیمیہ لکھتے ہیں :

(۱) والنّبوة مشتقة من الانباء والنّبی فعیل وفعیل قد یکون بمعنی فاعل ای مُنۡبِئٌ وبمنی مفعولٍ ای مُنۡبَئٌ وهما هنا متلا زمان (کتاب النبواة، طبع بیروت، ص ۳۳۳)

اور ''نَبُوَةٌ'' ۔ ''اِنۡبَاء'' سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں خبر دینا اور ''نبی'' فعیل کے وزن پر ہے اور فعیل کبھی اسم فاعل کے معنی میں آتا ہے، یعنی خبر دینے والا اور کبھی اسم مفعول کے معنی میں یعنی ''خبر دیا ہوا'' اور یہاں یہ دونوں آپس میں لازم وملزوم ہیں، یعنی خبر دینے والا ہونے کے لئے لازم ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے خبر دیا ہوا ہو۔

آگے چل کر لکھتے ہیں :

(۲) وهو من النَّبَاءِ واصله الهمزة وقد قرئ به وهی قرأة نافع یقرأ النبئ لکن لکثیرة استعماله لینت همزته کما فعل مثل ذٰلك فی الذریة وفی البریة، وقد قیل هو من النَّبۡوَةِ وهو العلو فمعنی النبی المعلی الرفیع المنزلة والتحقیق ان هٰذا المعنی داخل فی الاوّل فمن اَنۡبَاءَ ہُ الله وجعله مُنۡبِأً عنه فلا یکون الارفیع القدر علیّاً ۔(کتاب النبواة، ص ۳۳۶)

''نبی'' ''نَبَأ'' سے ماخوذ ہے، اس کی اصل ہمزہ ہے اور ہمزہ کے ساتھ اُسے پڑھا گیا ہے اور وہ نافع کی قرأۃ ہے جو اسے ہمزہ کے ساتھ ''نبـیٔ'' پڑھتے ہیں، لیکن کثرتِ استعمال کی وجہ سے اس کے ہمزہ کو لین کے ساتھ یعنی ''نَبِـیٌّ'' کی بجائے ''نَبِی'' پڑھا گیا جیسے ذُرِّیة اور بَـرِیَّة کہ دونوں ہمزہ کی بجائے یا کے ساتھ پڑھے گئے، ایک قول یہ ہے کہ لفظِ نبی نَبۡوَۃٌ سے ماخوذ ہے جس کے معنی ہیں ''بلندی''، ایسی صورت میں نبی کے معنی ہیں ''اونچا اور بُلند رتبہ''۔

اور تحقیق یہ ہے کہ یہ معنی پہلے معنی میں داخل ہیں ، کیونکہ جسے اللہ تعالیٰ نے خبر دی اور اُسے اپنی طرف سے خبر دینے والا بنایا، وہ وہی ہوتا ہے جو بُلند رتبہ اور اونچا ہو۔ (کتاب النبوات، طبع بیروت، ص ۳۳۶)

(۳) پھر اعرابی کی روایت کے بارے میں لکھتے ہیں :

وماروی عن النّبی صلّی الله تعالیٰ علیه وآلهٖ وسلّم انّهٗ قال انا نبیُّ الله ولست نبئ الله فما رأیت له اسنادً الامسندًا ولا مرسلا ولارأیت فی شیئ من کتب الحدیث ولا السیر المعروفة ومثل هذا لا یعتمد علیه۔(کتاب النبوات،للامام ابن تیمیة ، طبع بیروت، ص ۳۳۶/۳۳۷)

اور حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے جو روایت کی گئی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا (میں ہمزہ کے

ساتھ) نبیٔ اللہ نہیں، بلکہ (بغیر ہمزہ کے) نبیُّ اللہ ہوں، میں نے اس کی کوئی اسناد نہیں دیکھی، نہ مسند اور نہ مرسل اور نہ میں نے کتبِ حدیث میں سے کسی کتاب میں یہ حدیث دیکھی اور نہ سِیَرِ معروفہ میں اس روایت کو میں نے دیکھا، اس جیسی روایت پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا۔

ناظرین کرام! یہی وہ ابن تیمیہ ہیں جن کے متعلق کہا جاتا ہے ''کل حدیث لا یعرفه ابن تیمیه فهو لیس بحدیث''، یعنی جس حدیث کو ابن تیمیہ نہیں پہچانتے وہ حدیث نہیں، آپ نے دیکھ لیا کہ معاند کے اسی امام ابن تیمیہ نے اُس کے تینوں دعاوی کی دھجیاں اُڑا کر رکھ دیں اور ان کا ابطال کر کے ہماری تصدیق و توثیق کر دی، سچ ہے ''الحقّ یعلو و لا یعلیٰ فللّٰہ الحجّة البالغة''۔

اب اس بحث کے اختتام پر ہم معاند کے قاسم العلوم والخیرات مولانا محمد قاسم نانوتوی کی ایک فیصلہ کُن عبارت پیش کر رہے ہیں، آپ نے ''تحذیر الناس'' میں تحریر کیا :

(۴۲) ''جیسے نبی کو نبی اس لئے کہتے ہیں کہ خبردار یا خبردار کرنے والا ہوتا ہے، صدیق کو صدیق اس لئے کہتے ہیں کہ اُس کی عقل بجز قولِ صادق قبول نہیں کرتی۔ اھ (تحذیر الناس، مطبوعہ قاسمی پریس دیوبند، ص ۵۔۶)

مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

تحذیر الناس کی اس عبارت کے بعد بھی معاند کا یہ کہنا کہ ''اصطلاحی نبی کے معنی خبر دینے والا نہیں، بلکہ اس کے معنی رفیع المنزلة ہیں'' اپنے قاسم العلوم والخیرات کی تکذیب نہیں تو کیا ہے؟۔

الحمد للہ بانی مدرسہ دیوبند نے اس کا سب کیا دھرا خاک میں ملا کر رکھ دیا۔ فاعتبروا یا اُولی الابصار۔

۲۴ر رمضان المبارک ۱۴۰۵ھ/۱۴ر جون ۱۹۸۵ء

سیّد احمد سعید کاظمی غفرلہ